WWW.PILDAT.ORG

ریاستی اداروں کی کارکردگی پر شہریوں کی مرتب کردہ سلسلہ وار رپورٹیں

بھارتی الیکشن کمیشن، دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت

بھارت کی ایک کیس سٹڈی

پلڈاٹ

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈیولپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرنسی

WWW.PILDAT.ORG

ریاستی اداروں کی کارکردگی پر شہریوں کی مرتب کردہ سلسلہ وار رپورٹیں

بھارتی الیکشن کمیشن، دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت

بھارت کی ایک کیس سٹڈی

پلڈاٹ

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرنسی

پلڈاٹ، خودمختار، غیر جانبدار اور بلا منافع بنیادوں پر کام کرنے والا ایک پاکستانی تحقیقی اور تربیتی ادارہ ہے جس کا مقصد پاکستان میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کا استحکام ہے۔

پلڈاٹ، پاکستان کے سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ مصدرہ 1860 (قانون نمبر 21 بابت 1860) کے تحت، بلا منافع کام کرنے والے ایک ادارے کے طور پر رجسٹرڈ ہے۔

کاپی رائٹ: پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی۔پلڈاٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پاکستان میں شائع کردہ

اشاعت: فروری 2015

آئی ایس بی این: 2- 978-969-558-474

اس اشاعت کا کوئی بھی حصہ، پلڈاٹ کے واضح حوالے کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

Supported by

EMBASSY OF DENMARK
DANIDA | INTERNATIONAL DEVELOPMENT COOPERATION

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپیرنسی

اسلام آباد آفس: پی، او، باکس 278، F-8، پوسٹل کوڈ: 44220، اسلام آباد، پاکستان
لاہور آفس: پی، او، باکس 11098، L.C.C.H.S، پوسٹل کوڈ: 54792، لاہور، پاکستان
ای میل: info@pildat.org ویب: www.pildat.org

مندرجات

پیش لفظ

مخففات اور سرنامیے

مصنف کے بارے میں

خلاصہ

دنیا کی سب سے بڑی جمہوری ریاست میں انتخابات کا انعقاد

خواتین کی شمولیت 12

نوجوان رائے دہندگان 12

رائے دہندگان کی عدم دلچسپی کا چیلنج 13

انتخابات کی سیکیورٹی 13

- بلاضمانت گرفتاری وارنٹ پر عمل درآمد 14

ٹیکنالوجی کا استعمال

- ای وی ایمز: بھارتی جمہوریت کی عجوبہ مشین 15
- رائے دہندگان کے قابلِ تصدیق ووٹوں کے آڈٹ/جانچ پڑتال کا نظام 15

ایک معتبر و مستند انتخاب کی امتیازی خصوصیات 17

- آزادی 17
- شفافیت 17
- غیر جانبداری 17
- پیشہ ورانہ مہارت 18
- الیکشن کمیشن کو بااختیار کرنا 18
- آئین کی جانب سے عطائے اختیار 19

- ای سی آئی کی ساخت وضع کرنا 19
- پارلیمینٹ /ایوانِ نمائندگان کی جانب سے عطائے اختیار /سند 19
- عدالتِ عظمٰی کی جانب سے عطائے اختیار 20
- سیاسی جماعتوں کی جانب سے عطائے اختیار 21
- نوکرشاہی کی جانب سے عطائے اختیار 22
- ذرائع ابلاغ کی جانب سے عطائے اختیار 22
- بھارتی عوام کی جانب سے عطائے اختیار 23

انتخابات کے دوران صدارتی راج 25

پانچ لازمی انتخابی اصطلاحات 25

ذرائع ابلاغ کی نئی شکل - ایک اُبھرتی ہوئی قوت 26
- سماجی ذرائع ابلاغ کی پہنچ اور پھیلاوء 26
- سماجی ذرائع ابلاغ - منفی پہلو 27

اختتامی نوٹ 28

پیش لفظ

پلڈاٹ کی جانب سے پاکستان میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کے استحکام پر جامع کام کیا گیا ہے اور ملک میں آزادانہ، منصفانہ اور معتبر انتخابات اس ضمن میں ایک اہم اور مرکزی حثیت رکھتے ہیں۔ تقریباً ایک دہائی سے پلڈاٹ، پاکستان میں انتخابی اصلاحات اور الیکشن کمیشن آف پاکستان کی استعداد، سالمیت اور خودمختاری کے حوالے سے کام کر رہا ہے، جس کے نتیجے میں، ۶۰ سے زائد سیر حاصل مقالے اور مطبوعات شائع کی گئی ہیں۔

اس مقالے کو پلڈاٹ کے لئے ڈاکٹر شہاب الدین یعقوب قریشی (سابق بھارتی الیکشن کمشنر، ای سی آئی) نے تحریر کیا ہے، اور اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ بھارتی الیکشن کمیشن، دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت میں کس طرح انتخابات منعقد کرانے کی ذمہ داری بہ احسن طور نبھاتا ہے۔ اس مقالے میں جن امور کو زیر بحث لایا گیا ہے ان میں، ای سی آئی کے بنیادی مضبوط عناصر، اسکو درپیش متعدد چیلنج خصوصاً دورِ حاضر اور 2014 میں کرائے گئے لوک سبھا اور ریاستی انتخابات کے تناضر میں، اور یہ کہ ای سی آئی نے ان چیلنجوں کو کس طرح نمٹا، شامل ہیں۔ نیادی طور پر اس مقالے میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ پاکستان کے تناضر میں کس طور، ای سی آئی کے چند احسن طرائقِ کار کو الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) کو مضبوط بنانے کے لئے زیر غور لایا جا سکتا ہے، اور نیتجتاً، انتخابی عمل کو بھی کس طور بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

اظہارِ تشکر

اس مقالے میں اپنی بیش قیمت رائے کا اظہار کرنے پر پلڈاٹ، صفِ اول کے ماہر، ڈاکٹر شہاب الدین یعقوب قریشی، (سابق بھارتی الیکشن کمشنر) کا تہہ دل سے شکر گزار ہے۔

اس مقالے کی اشاعت میں فراہم کی جانے والی مالی امداد کے لئے، پلڈاٹ، بین الاقوامی ڈینش ایجنسی، (ڈی اے این آئی ڈی اے) حکومت ِ ڈنمارک کی مشکور ہے۔

اظہار لاتعلقی

اس مقالے میں پیش کئے گئے خیالات، مصنف کے اپنے ہیں، اور پلڈاٹ، یا ڈی اے این آئی ڈی اے، حکومتِ ڈنمارک، اور رائل ڈینش ایمبسی، اسلام آباد کا ان سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

اسلام آباد
جنوری 2015

مخففات اور سرنامیے

بی جے پی	بھارتیہ جنتا پارٹی
ڈی جی پی	ڈاریکٹر جنرل پولیس
سی اے جی	کمپٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل
ای سی آئی	الیکشن کمیشن آف انڈیا (بھارتی الیکشن کمیشن)
جی ای	جنرل الیکشن (عام انتخابات)
آئی آئی ڈی ای ایم	انڈیا انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ آف ڈیموکریسی اینڈ الیکشن مینجمنٹ (بھارتی بین الاقوامی ادارہ برائے جمہوریت اور انعقادِ انتخابات)
آئی آئی ٹی	انڈین انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی دہلی
آئی ٹی	انفارمیشن ٹیکنالوجی
کے اے بی پی	نالج، ایٹیٹوڈ، بیہویر اینڈ پریکٹسز (علم، رویئے، برتاؤ اور طرائقِ کار)
ایم سی سی	ماڈل کوڈ آف کانڈکٹ (مثالی ضابطہء اخلاق)
این آئی سی	نیشنل انفارمیٹو سنٹر (قومی معلوماتی ادارہ)
این وی ڈی	نیشنل ووٹرز ڈے (قومی رائے دہندگان دن)
آر پی ایکٹ	ریپریزینٹیشن آف پیپل ایکٹ (قانون برائے عوامی نمائندگی)
ایس سی/ایس ٹی	شیڈیولڈ کاسٹ/شیڈولڈ ٹرائیبز
ایس وی ای ای پی	سیسٹمیٹک ووٹرز ایجوکیشن اینڈ الیکٹورل پارٹیسپیشن
یو پی	اُتر پردیش
وی وی پی ٹی	ووٹر ویریفائیبل پیپر آڈٹ ٹرائل

مصنف کے بارے میں

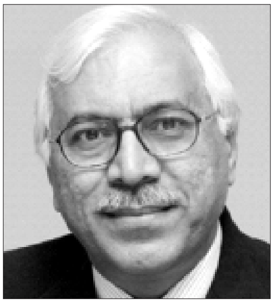

ڈاکٹر شہاب الدین یعقوب قریشی بھارت کے سابق الیکشن کمشنر(2012-2010) رہے ہیں۔ بحثیت الیکشن کمشنر، ڈاکٹر قریشی نے متعدد انتخابی اصلاحات متعارف کرائیں، جن میں ایک اخراجات کنٹرول ڈویژن بھی شامل ہے جس کے تحت انتخابات کے دوران پیسے کی طاقت کے استعمال کو موثر طریقے سے کنٹرول کیا گیا۔ ڈاکٹر قریشی نے بھارت کے الیکشن کمیشن میں ایک ڈویژن برائے تعلیمِ رائے دہندگان بھی قائم کیا اور اسکے ساتھ ساتھ، انتخابی عمل میں نوجوانوں کی زیادہ سے زیادہ شمولیت کے حوالے سے اپنی جاری کوششوں کے سلسلے میں، اتحادِ نوجوانان برائے آگہیٔ رائے دہندگان (یوتھ یونائیٹڈ فار ووٹرز اویئرنیس) اور قومی دن برائے رائے دہندگان نیشنل ووٹرز ڈے) کی بھی بنیاد رکھی۔

الیکشن کمیشن میں اپنی تعیناتی سے پہلے، ڈاکٹر قریشی نے وزارت برائے امورِ نوجوانان اور کھیل میں سیکرٹری کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ علاوہ ازیں، ڈاکٹر قریشی، خصوصی سیکرٹری صحت اور ڈائریکٹر جنرل ادارہ برائے قومی ایڈز کنٹرول، ڈائریکٹر جنرل دوردرشن (قومی ٹیلی ورژن نیٹ ورک) اور ڈائریکٹر جنرل نہرو یوا کیندرا سنگھاتھن (بھارت میں دیہی ترقی کی سب سے بڑی ایجنسی) کے عہدوں پر بھی تعینات رہے۔

ڈاکٹر قریشی متعدد کتابوں اور مضامین کے مصنف ہیں۔ انھوں نے جن موضوعات پر قلم اُٹھایا ہے، ان میں دیگر کے ساتھ ساتھ، جمہوریت اور انتخابات، صحت، خواتین اور بچوں کی بہبود بھی شامل ہیں۔ حال ہی میں، دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت میں انتخابی طرزِ عمل کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب کی کتاب، الیکشنز: این انڈوکیومینٹیڈ ونڈر (انتخابات: ایک غیر مصدقہ عجوبہ) منظرِ عام پر آئی ہے۔

خلاصہ

اس مقالے میں ڈاکٹر ایس وائے قریشی یہ نکتہ زیر بحث لاتے ہیں کہ گزشتہ 64 سالوں میں بھارت کے الیکشن کمیشن نے انتہائی کامیابی سے متعدد انتخابات (جن میں 16 لوک سبھا، یا ایوانِ عوام اور 360 سے زائد ریاستی مقنّنہ اسمبلیوں کے انتخابات شامل ہیں) کے ذریعے پرامن، منظّم اور جمہوری طریقے سے منتقلیء اقتدار کو یقینی بنایا ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کی حیثیت سے، جہاں ہر انتخابی مرحلے کے بعد رائے دہندگان کی تعداد میں لاکھوں کا اضافہ ہوتا ہے، ای سی آئی (الیکشن کمیشن آف انڈیا) کے لئے اپنی کارکردگی کو مسلسل بہتر بنانا ایک کارِ عظیم سے کم نہیں۔

بھارت میں مئی 2014 میں ہونے والے انتخابات دنیا کے سب سے بڑے انتخابات تھے۔ 834 کروڑ اندراج شدہ رائے دہندگان میں سے 554 کروڑ رائے دہندگان نے 936،931 انتخابی بوتھ میں 18 کروڑ الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں (ای وی ایمز) کے ذریعے اپنا حقِ رائے دہی استعمال کیا، اور یوں ، رائے دہندگان کی اس قدر بڑی تعداد کے باوجود، حکومتوں کی کامیاب اور ہموار منتقلی کو ممکن کیا۔ گو کہ ای سی آئی نے انتخابی عمل میں اضافی سیکیورٹی کے ذریعے اور رائے دہندگان کی تعداد میں نوجوانوں کے اضافے کے ضمن میں احسن کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے، تاہم ضروری ہے کہ انتخابی عمل کی کمزوریوں کی نشاندہی کی جائے اور اس حوالے سے کارکردگی کو بہتر بنایا جائے۔
ای سی آئی کی استعداد برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ انتخابات میں بے ضابطگیوں کو روکنے کے لئے چند کلیدی لوازم تجویز کئے گئے ہیں:

- عوامی نمائندگی کے قانون ۱۹۵۱ میں ترمیم کر کے، سنگین جرائم کے مقدمات میں ملزم نامزد کئے گئے تمام افراد کو انتخابات میں حصہ لینے سے روکا جائے؛
- سیاسی جماعتوں کو دی جانے والی مالی امداد کے ضمن میں شفافیت لائی جائے؛ تمام مالی امور میں بنک چیک کے استعمال کو یقینی بنایا جائے، سی اے جی (کومپٹرولر اور آڈیٹر جنرل آف انڈیا) کے ذریعے تمام اندراج شدہ سیاسی جماعتوں کے مالی نصاب کی جانچ پڑتال کی جائے، اور تمام آڈٹ رپورٹوں تک عوام کی رسائی ممکن بنائی جائے؛
- سیاسی جماعتوں کے اندر شفاف جمہوری عمل کو یقینی بنایا جائے؛ جماعتوں کے اندر ہر درجے میں ذمہ دار عہدے داران کے سالانہ انتخابات کے انعقاد کو یقینی بنایا جائے اور جماعتوں کے سربراہان کے عہدوں کی حدود معیاد کا تعین کیا جائے؛
- انتخابات میں کارپوریٹ اور سیاسی چندے اور عطیات کی جگہ ایک شفاف ریاستی فنڈ قائم کیا جائے جو کہ انتخابی کارکردگی سے مشروط ہو، تاکہ انتخابی عمل میں غیر مصدقہ ذرائع سے حاصل کی گئی غیر شفاف رقوم کے استعمال کو روکا جا سکے؛
- بھارتی الیکشن کمیشن کو، بھارت کے قومی مشترکہ فنڈ سے منسلک بجٹ کے ذریعے مضبوط تر بنایا جائے، اور کمیشن کی مکمل مالی خودمختاری یقینی بنائی جائے؛ اس امر کو بھی لازمی قرار دیا جائے کہ الیکشن کمیشن کی منتخب وضع کے عمل کو، ایک مشاورتی یا انتظامی بورڈ کے ذریعے زیادہ سے زیادہ شراکتی بنایا جائے۔

ای سی آئی کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے، دنیا کے دوسرے ممالک (جیسے کہ پاکستان) میں موجود ملتے جلتے ادارے بھی ایسی اصطلاحات پر غور کر سکتے ہیں جو کہ ایک معتبر انتخابی عمل کے طرہ امتیاز سمجھے جاتے ہیں: خودمختاری، شفافیت اور انتخابی عمل سے منسلک تمام معاملات میں غیر جانبداری۔

ای سی آئی جیسے ادارے اس بنا پر کامیاب قرار پاتے ہیں کہ وہ نئے خیالات اور سوچ پر کھلے ذہن و دل سے غور کرتے ہیں اور انکے پاس اپنی کامیابیوں کے ساتھ ساتھ غلطیوں سے بھی سیکھنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ تجربات کا تبادلہ وقت کا تقاضا ہے اور دنیا بھر کے جمہوری ممالک، ای سی آئی کے پاس موجود معلومات، مہارت اور پیشہ ورانہ صلاحیت حاصل کرنے کے متمنی ہیں۔

دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت میں انتخابات کا انعقاد

اقتصادی، جوہری یا آئی ٹی کے میدان میں ایک اہم ملک کے طور سے ابھرنے سے بہت پہلے، بھارت دنیا بھر میں اپنی انتہائی متحرک انتخابی جمہوریت کی بنا پر ایک ممتاز حیثیت کا حامل رہا ہے۔ اس کی بنیاد ایک عظیم آئین نے رکھی، اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ مقنّنہ، عدلیہ، سیاسی جماعتوں، ذرائع ابلاغ، اور سب سے بڑھ کے بھارت کے عوام نے اسکی آبیاری کی، جس میں بھارت کے الیکشن کمیشن اور نوکرشاہی کا بھی ایک نمایاں کردار رہا ہے۔

متعدد حلقوں کی جانب سے خدشات اور تحفظات کے باوجود، جدید بھارت کے بانیوں نے عالمگیر سطح پر رائج، بالغ حقِ رائے دہی کا نظام اپنایا اور یوں نشستِ اقتدار کے لئے اپنا نمائندہ منتخب کرنے کی ایک عام بھارتی کی صوابدید اور فہم میں اعتماد کا اظہار کیا۔ انتخابی جمہوریت کے اس انتخاب کو کئی نام دیئے گئے: ایک زبردست پیش قدمی، ایک جرات مندانہ اقدام، ایک لاثانی بہادرانہ پیشرفت۔ ایک خونی تقسیم کے بعد، یہ وہ وقت تھا جب 84 فیصد بھارتی ان پڑھ تھے، اور ایک ایسے غیر مساوی معاشرے کے باسی تھے جو ذات پات اور برادری کی سنگین دراڑوں میں بٹا ہوا تھا۔ تاہم، اس ملک نے بہت جلد ہی اپنے آپکو آزادی اور جمہوریت کے نئے ماحول ڈھال لیا۔ بھارت نے بالآخر نوبل پرائز انعام یافتہ امرتیا سین کے اس مشہور قول کا سچ ثابت کر دکھایا کہ ایک ملک جمہوریت کے قابل نہیں بنا کرتا، بلکہ ایک ملک جمہوریت کے ذریعے قابل قرار پاتا ہے۔

پچھلے ساٹھ سالوں میں، بھارت کے الیکشن کمیشن نے لوک سبھا (ایوانِ عوام) کے 16 اور دیگر ریاستوں کی قانون ساز اسمبلیوں کے 360 سے زائد انتخابات منعقد کروائے ہیں، اور پُرامن، منظّم اور جمہوری طور سے منتقلیٔ اقتدار کو یقینی بنایا ہے۔

مئی 2014 میں ہونے والے چودھویں عام انتخابات (جی ای) دنیا کی تاریخ کے سب سے بڑے انتخابات تھے۔ 834 کروڑ اندراج شدہ رائے دہندگان میں سے 554 کروڑ رائے دہندگان نے 936,931 انتخابی بوتھ میں 18 کروڑ الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں (ای وی ایمز) کے ذریعے اپنا حقِ رائے دہی استعمال کیا۔
حجم کے حوالے سے، بھارتی رائے دہندگان کی تعداد، ہر ایک براعظم میں موجود رائے دہندگان کی مجموعی تعداد سے زیادہ ہے۔ درحقیقت یہ 90 ممالک کو ایک ملک میں ضم کرنے کے مترادف ہے۔ اور ایسا محض تعداد میں نہیں، بلکہ پیچیدگیوں کے حوالے سے بھی سچ ہے۔

اور اس تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ 2014 کے عام انتخابات (جی ای) میں 2009 کے مقابلے میں 118 کروڑ سے زائد رائے دہندگان کا اضافہ دیکھا گیا۔ اگر انتخابی عمل کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک پورا پاکستان یا جنوبی افریقہ اور جنوبی کوریا ملا کر، یا پھر تین کینیڈا، یا چار آسٹریلیا یا دس پرتگال یا 20 فن لینڈ آبادی میں جمع کر دیئے جائیں۔

وزیراعظم نریندر مودی نے حلف لینے کے بعد سابق وزیراعظم منموہن سنگھ سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی

بھارت شائد دنیا کا سب سے متنوع ملک ہے ---- مختلف مذاہب، مختلف ثقافتیں، مختلف زبانیں اور مختلف رسوم وروایات کے حامل اس ملک کا جغرافیہ بھی متنوع ہے جس میں صحرا سے لیکر فلک بوس پہاڑ، میدانی علاقے، جنگلات، جزائر اور ساحلی پٹی سب شامل ہیں۔ یہ تنوع اور اس سے منسلک مطالبات دماغ کو چکرا دیتے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ دیگر چیلینجز بھی موجود ہیں، جن میں دہشت گردی سے جنگ، سیکیورٹی خدشات، عالمگیریت سے ہم آہنگی اور ایک مطلع اور آگاہ بڑھتے ہوئے متوسط طبقے کی توقعات پر پورا اترنا بھی شامل ہے۔ الیکشن کمیشن پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ایک ایسے آزادانہ، منصفانہ، شفاف اور پرامن انتخابات کا انعقاد کرائے جس میں زیادہ سے زیادہ شمولیت (خصوصاً عورتوں، اقلیتوں اور نچلے درجے کے طبقات) کو یقینی بنایا جاسکے۔ اس ضمن میں خصوصی لائحہ عمل اپنائے گئے ہیں۔

خواتین کی شمولیت

انتخابی عمل میں خواتین کی مساوی شمولیت کے لئے، انتخابی فہرستوں کی باقاعدگی سے نگرانی کی جاتی ہے تاکہ خواتین کے آبادی میں اضافے کے تناسب کو انتخابی عمل میں شمولیت کے مطابق رکھا جا سکے۔ اس لائحہ عمل سے، جسے 2006 میں شروع کیا گیا، خواتین رائے دہندگان کی تعداد میں قابلِ ذکر اضافہ ہوا ہے۔ متعدد اقدام کی بدولت، انتخاب کے دن، خواتین کی شمولیت کی حوصلہ افزائی اور معاونت ہوئی ہے۔ اتر پردیش کے 2012 کے انتخابات میں، خواتین کی ووٹنگ کو تیز تر کرنے کے لئے اس امر کا فیصلہ کیا گیا تھا کہ قطار میں ہر ایک مرد کے مقابلے میں دو خواتین کو جانے دیا جائے۔ اس سے کمال یہ ہوا کہ خواتین کی قطار کی رفتار انتہائی تیز رہی اور اس امر سے دوسروں کو بھی جا کر اپنا حقِ رائے دہی استعمال کرنے کی ترغیب ملی۔ اس کو ایک ملک گیر طریق کار بنا دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں، ہر پولنگ اسٹیشن پر لازماً ایک خاتون پولنگ سٹاف رکن، پردہ نشین خواتین کے علاقے میں ایسے پولنگ سٹیشنوں کا قیام جہاں تمام تر سٹاف خواتین پر مشتمل ہو، اور خواتین پولیس فورس کی تعیناتی ایسے اقدام ثابت ہوئے ہیں جس سے انتخابی عمل میں خواتین کی شمولیت میں اضافہ ہوا ہے۔

2014 کے عام انتخابات (جی ای) میں خواتین رائے دہندگان کی تعداد کا تناسب 55.82 فیصد سے بڑھ کر 65.63 فیصد ہو گیا۔ یہ ایک تقریباً 10 فیصد کا اضافہ تھا جو کہ مردوں کے ووٹوں کی شرح 8 فیصد) کے مقابلے میں زیادہ تھا۔ علاوہ ازیں، 35 میں سے 16 ریاستوں میں خواتین کی تعداد، (صنفی تناسب میں کم ہونے کے باوجود) مرد رائے دہندگان سے کہیں زیادہ رہی۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ کہ اس صنفی خلاء میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی (جو کہ 10-15 فیصد میں 1.46 فیصد کی ریکارڈ کمی کے بعد حد درجہ سمٹ گیا)۔

نوجوان رائے دہندگان

یہ بھی دیکھا گیا کہ، سالانہ نظرثانی مشقوں کے باوجود، عدم دلچسپی یا معلومات کی عدم فراہمی کی بنا پر، نئے اہل نوجوان رائے دہندگان کا اندراج نہیں ہو رہا تھا۔ اس امر کا فیصلہ کیا گیا کہ پرزور مہمات کے ذریعے ایسے تمام اہل رائے دہندگان کی شناخت کی جائے جو اٹھارہ سال کے ہو چکے ہیں، یا یکم جنوری کو ہو جائیں گے۔ ایسے تمام نوجوانوں کو انتخابات سے کافی پہلے تلاش کرنے اور جنوری کے پہلے ہفتے میں انتخابی فہرست میں انکے نام کے اندراج کے لئے ایک مہم چلائی گئی (جو کہ پہلے کے مقابلے میں کئی ماہ پہلے تھی)۔ اس بات کا بھی اہتمام کیا گیا کہ 25 جنوری کو تمام 800,000 پولنگ اسٹیشنوں ایک خصوصی تقریب منعقد کی جائے جس میں ان تمام اہل نوجوان رائے

دہندگان کوانکے ووٹرز کارڈ دیئے جائیں، اوراس دن کو نوجوان رائے دہندگان کے دن (این وی ڈی) کے طور سے منایا جائے۔

بھارتی صدر نے 25 جنوری، 2011 کو، تیس سے زائد ممالک کے الیکشن کمیشنروں (بشمول پاکستان) کی موجودگی میں پہلے نوجوان رائے دہندگان دن کا افتتاح کیا۔ اس پروگرام کی خوبصورتی یہ ہے کہ اس ملک گیر جشن کے لئے ایک بھی اضافی روپے کا مطالبہ نہیں کیا گیا، بلکہ انتخابی اندراج کی مد میں عام فنڈ استعمال کئے گئے اور اسے ایک اہم قومی تقریب میں تبدیل کر دیا گیا۔ بہت سے ممالک نے اس منفرد، صفر اخراجات کے حامل لیکن موثر طریق کار میں دلچسپی ظاہر کی، اور نتیجتاً کچھ نے اسے اپنا لیا۔

رائے دہندگان کی عدم دلچسپی کا چیلنج

انتخابات کا نہ صرف آزادانہ اور منصفانہ ہونا لازمی ہے، بلکہ یہ بھی ضروری ہے یہ سماجی طور پر منصفانہ اور زیادہ سے زیادہ شمولیت کے حامل ہوں۔ ہماری تاریخ کے ۶۴ سالوں کے دوران، اپنا حق رائے دہی استعمال کرنے والے رائے دہندگان کی شرح کا تناسب 60-55 فیصد رہا ہے۔ دوسرے چند معاشروں میں رائے دہندگان کی دلچسپی کی گرتی ہوئی شرح کی نسبت، گوکہ یہ ایک خاطر خواہ اچھی شرح ہے، لیکن اس سطح سے یقیناً کہیں کم ہے جو بھارتی الیکشن کمیشن (ای سی آئی) کی امنگوں کا ہدف ہے۔ شہری علاقوں کے رائے دہندگان کی عدم دلچسپی خصوصاً ہمارے لئے باعثِ تشویش ہے کیونکہ یہ بظاہر پڑھے لکھے لوگ نہ صرف اپنا حقِ رائے دہی استعمال نہیں کرتے بلکہ اسکے بارے میں فخریہ بیان بھی کرتے ہیں۔

اس مسئلے کا سد باب کرنے کے لئے، بھارتی الیکشن کمیشن نے ایک نظام برائے تعلیم وشمولیتِ رائے دہندگان (ایس وی ای پی) متعارف کرایا ہے جس کی مد میں ملٹی میڈیا مہمات کے ذریعے تمام شہریوں، خاص طور سے شہروں میں رہنے والے اعلیٰ اور متوسط طبقوں کے لوگ، اور نوجوانوں کو انتخابی عمل کا حصہ بنایا جا سکے۔

اس عمل کا آغاز، رائے دہندگان کی معلومات، رویئے، برتاؤ اور طرائق کار (کے اے بی پی) پر مبنی ایک سائنسی سروے سے ہوتا ہے، اور اسکی بنیاد پر، سماجی معاشرے کی تنظیموں اور ذرائع ابلاغ کے ساتھ مل کر، رائے دہندگان کی آگہی کے پروگرام متعارف کرائے جاتے ہیں۔ اس اقدام کے طفیل، قومی انتخابات 2014 کے ساتھ ساتھ تیس ریاستوں میں کرائے جانے والے حالیہ انتخابات میں، رائے دہندگان کے اندرج اور انتخابی عمل میں شرکت کی مد میں ریکارڈ اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ 35 میں سے 22 ریاستوں میں خواتین رائے دہندگان کی شرح، مردوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ رہی۔

انتخابات کی سیکیورٹی

نظاموں کے عدل اور سیکیورٹی میں عوام کا اعتماد، انتخابی عمل میں شمولیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اسی لئے، الیکشن کمیشن کے لئے سیکیورٹی ایک اہم معاملہ ہے۔ حد درجہ چوکسی اور تمام تر نقائص سے پاک، سخت سیکیورٹی اقدامات (جہاں غلطی کی رتی بھر بھی گنجائش نہ ہو) کے بغیر، ایک آزادانہ اور منصفانہ انتخابی عمل ممکن نہیں۔ چنانچہ، ایک مفصل اور جامع سیکیورٹی پلان، الیکشن کمیشن کی کمان میں سب سے بڑا ہتھیار کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس ضمن میں اہم اقدامات یہ ہیں:

- احتیاطی اقدامات کئے جائیں، اور ایسے تمام افراد جو داغدار ماضی رکھتے ہوں، مفرور قرار دیئے گئے ہوں، یا

فوجداری قانون کی شق 107، 109 اور 116 کے تحت مجرم قرار دیئے گئے ہوں کی بابت تازہ ترین معلومات حاصل کرنے کے لئے خصوصی اقدامات کئے جائیں؛

- ایسے تمام زیر التوا مقدمات جو انتخابات سے متعلق ہوں، کی تحقیق اور استغاثہ کو تیز تر کیا جائے؛
- غیر قانونی شراب کا پتا لگایا جائے؛
- غیر قانونی اسلحہ و بارود کو قبضے میں لیا جائے؛
- لائسنس شدہ اسلحے کی جانچ پڑتال کی جائے اور پولیس کے پاس جمع کرایا جائے؛
- نئے اسلحہ لائسنس کے اجراء پر پابندی لگائی جائے

حساسیت کا تعین

انتخابی عمل کے دوران، کسی بھی قسم کے مسئلے، یا ناخوشگوار واقعہ کے قبل از وقت سد باب کے لئے، تمام علاقے (بشمول ایک ایک پولنگ اسٹیشن) کا ایک جامع سروے (جسے حساسیت کا تعین کہا جاتا ہے) کرکے اس امر کا تعین کیا جاتا ہے کہ انتخابات کے دوران کون سے علاقے کس قدر حساس ہوسکتے ہیں۔ اس قبل از وقت جانچ کی مد میں ہر ایک پولنگ اسٹیشن کو نارمل، حساس، یا حد درجہ حساس کا درجہ دیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے یہ عوامل پیش نظر رکھے جاتے ہیں:

1- پولنگ اسٹیشن یا حلقے کی سابقہ تاریخ ر ریکارڈ 2
2۔ پولنگ اسٹیشن پر قبضہ، تشدد، فسادات، اور کسی اور کی جگہ ووٹ ڈالنے کے واقعات وغیرہ؛
3۔ کسی مخصوص علاقے میں امن امان کے غیر معمولی حالات کی معلومات؛
4۔ سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کی جانب سے داخل کی گئیں خصوصی شکایات؛
5۔ امیدواروں کی سیاسی معلومات؛
6۔ سیاسی رنجشیں ر دشمنیاں
7۔ علاقے میں موجود ایسے تمام افراد کی تعداد، جو مفرور قرار دیئے گئے ہوں، یا مجرمانہ ریکارڈ رکھتے ہوں؛
8۔ علاقے میں پائے جانے والی باضابطہ ذات برادریاں (ایس سی) باضابطہ قبائل (ایس ٹی) سے تعلق رکھنے والے رائے دہندگان؛

(اس امر کو موثر ترین بنانے کے لئے، ان معلومات کی بنا پر علاقے میں فورس کی تعیناتی کی جاتی ہے)

بلاضمانت وارنٹ گرفتاری پر عمل درآمد

زیر التواء بلاضمانت وارنٹِ گرفتاری پر عمل درآمد، الیکشن سیکیورٹی کا ایک نازک معاملہ ہے۔ ای سی آئی کو اکثر اوقات ایسی شکایات موصول ہوتی ہیں جن کے مطابق عدالت کی جانب سے وارنٹ گرفتاری جاری ہونے کے باوجود، متعدد مجرم کھلے عام گھومتے ہیں، اور اپنی سیاسی پشت پناہی کی بنا پر گرفتاری نہیں کئے جاتے۔ انتخابات میں، سیاست دان انہی عناصر کو اپنے مفاد میں استعمال کرتے ہیں۔ انتخابات کی معینہ تاریخ سے چند ماہ قبل، الیکشن کمیشن تمام بلاضمانت وارنٹ گرفتاری کی نگرانی شروع کر دیتا ہے اور اس امر کو یقینی بناتا ہے کہ تمام مفرور قرار دیئے گئے افراد کو حراست میں لے لیا جائے۔ اس سے انتخابات کو پرامن اور جرائم اور خوف و دہشت سے پاک کرنے میں بڑی حد تک کامیابی ملی ہے۔

ٹیکنالوجی کا استعمال

برصغیر کی جسامت کے حامل ایک ملک میں،، ہر ممکن قسم کی ٹیکنالوجی کے استعمال کے بغیر، انتخابات کا انعقاد، آسان نہیں ہوسکتا۔ اس

سے انتخابی عمل حد درجہ موثر ہو گیا ہے۔ ان ٹیکنالوجیز کو حتمی طور پر اپنانے سے پہلے، ممکنہ صورتحال کے مطابق، ہر زاویئے سے اچھی طرح پرکھا جاتا ہے تاکہ ان کو مکمل طور پر قابلِ اعتماد بنایا جاسکے۔ ہم نے متعدد ممالک میں، ٹیکنالوجی کے استعمال میں جلد بازی (جس کی بنا پر انکو پوری طرح سے جانچا نہیں جا سکتا) کی وجہ سے انتخابی عمل کو منہدم ہوتے دیکھا ہے۔ ٹیکنالوجی کی ایسی بہت سی جدت طرازیاں ہیں جو کسی مخصوص علاقے میں شروع کی گئیں اور بعد میں انکو قومی سطح پر اپنایا گیا۔

ای وی ایمز: بھارتی جمہوریت کی عجوبہ مشین

بھارتی انتخابات میں ٹیکنالوجی کے استعمال پر کوئی بھی بحث اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتی جب تک اس میں الیکٹرانک ووٹنگ مشینز (ای وی ایمز) کا حوالہ موجود نہ ہو۔ اس کا اولین تجربہ 1982 میں کیا گیا تھا۔ گو کہ ٹیکنالوجی کامیاب رہی، تاہم، کچھ قانونی مسائل سامنے آگئے۔

سپریم کورٹ کی جانب سے، ای وی ایم کے کسی حوالے کی عدم موجودگی میں، آر پی ایکٹ میں اسے غیر قانونی قرار دے دیا گیا۔ اس خلاء کو پارلیمنٹ کی جانب سے ختم کر دیا گیا، جس کے بعد اسکی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ رہی۔ نومبر 1998 سے ہونے والے تمام قومی اور ریاستی مقنّنہ کے ضمنی انتخابات میں ای وی ایمز کو استعمال کیا گیا ہے۔ لوک سبھا کے 2004، 2009 اور 2014 میں ہونے والے عام انتخابات، بالخصوص ای وی ایمز سے منعقد کیئے گئے۔ یہ ایک انقلابی گنتی تھی، جس سے سارا انتخابی عمل تیز تر، پرامن، موثر اور جعلی ووٹوں سے قطعی پاک ہو گیا ہے۔ گنتی کے دن سے منسلک جھگڑے اور پریشانیاں بالکل غائب ہو گئی ہیں۔ بے شک، اسے صحیح طور پر بھارتی جمہوریت کی عجوبہ مشین کہا گیا ہے۔

متعدد ممالک نے، جن میں بھوٹان، نیپال اور نمیبیا شامل ہیں، ای وی ایمز کو اپنا لیا ہے۔ ای وی ایمز میں سال 2001 میں اور پھر 2006 میں، کافی تبدیلیاں کر کے انکو مزید بہتر بنایا گیا۔ کمیشن اپنے طور کوئی ٹیکنیکل فیصلہ نہیں کرتا، تاوقتیکہ، آئی ٹی کے میدان سے لیئے گئے ماہرین پر مبنی ایک خودمختار کمیٹی، اسکی سفارش کرے یا اسکی منظوری دے۔

رائے دہندگان کے قابلِ تصدیق ووٹوں کے آڈٹ/جانچ پڑتال کا نظام

ایک مسلسل کامیاب کارکردگی کے باوجود، ای وی ایم پر، اکثر اوقات، سیاسی جماعتوں کی جانب سے سوال اُٹھائے گئے ہیں۔ جب وہ ہارے، تو انھوں نے ای وی ایمز پر سوال اُٹھائے، جب وہ جیتے تو انھیں ای وی ایمز کی تعریف کرنا یاد نہیں رہی۔ عدالت میں بھی متعدد ناکام چیلنج کیئے گئے۔

اسکے نتیجے میں، ای وی ایمز میں رائے دہندگان کے قابلِ تصدیق ووٹوں کے آڈٹ (وی وی پی اے ٹی) کے مطالبے نے جنم لیا۔ وی وی پی اے ٹی کی بدولت، رائے دہندگان اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں کہ انکا ووٹ صحیح طور ڈالا گیا، اور ڈالے گئے الیکٹرانک ووٹوں کی جانچ پڑتال بھی کی جاسکتی ہے۔

ایک کل جماعتی اجلاس بلایا گیا جس کی مشاورت پر، الیکشن کمیشن کی جانب سے اس تجویز کو، ٹیکنکل ماہرین پر مبنی ایک خودمختار کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا۔ کمیٹی نے سیاسی جماعتوں، سول سوسائٹی کے اداروں اور ای وی ایمز بنانے والوں سے مشاورت کی، اور نتیجتاً، ایک ابتدائی وی وی پی اے ٹی نظام تشکیل دیا گیا۔

جولائی 2011 میں، تھرووننتھاپرم (کیرالہ میں واقع ساحلی علاقہ)،

دہلی (بھارتی دارالخلافہ)، جیسلمیر (راجھستان کا گرم ریگستانی علاقہ)، چیراپونجی (میگھالیہ میں واقع وہ علاقہ جہاں دنیا میں سب سے زیادہ بارش ہوتی ہے) اور لیہ (جموں اور کشمیر میں واقع برف سے ڈھکا علاقہ) میں اسکے تجربات کئے گئے۔اس میں تمام متعلقہ فریقین، بشمول سیاسی جماعتیں، سول سوسائٹی کے ادارے اور ذرائع ابلاغ شریک ہوئے۔

انکی آراء کی بنیاد پر، ای وی ایمز بنانے والوں کو اسکے ڈیزائن میں کچھ اہم تبدیلیاں کرنے کا کہا گیا، اور اسے ایک بار پھر، جولائی۔ اگست 2012 میں پرکھا گیا۔

ٹیکنکل ماہرین کی کمیٹی نے فروری 2013 میں وی وی پی اے ٹی کے حتمی ڈیزائن کی منظوری دے دی۔اس نظام کو، 10 مئی، 2013 میں منعقد ہونے والے ایک اور کل جماعتی اجلاس میں پیش کیا گیا۔تمام جماعتوں نے متفقہ طور پر یہ تجویز کیا کہ وی وی پی اے ٹی کو جلد از جلد انتخابات میں استعمال کیا جائے۔کمیشن نے فیصلہ کیا کہ ابتدائی طور پر یہ نظام، 4 ستمبر 2013 کو ناگالینڈ کے ایک انتخابی حلقے میں ہونے والے ضمنی انتخاب مین استعمال کیا جائے، جس کے بعد دسمبر 2013 مین ہونے والے دہلی اسمبلی کے انتخابات میں، اور بالاخر، 2014 کے عام انتخابات میں (گو کہ کچھ منتخب حلقوں میں) محض 20,000 وی وی پی اے ٹی مشینز کو استعمال کیا جائے، جتنی کہ اس مدت میں تیار کی جا سکتی ہوں۔امید کی جا رہی ہے کہ ۲۰۱۹ میں ہونے والے اگلے عام انتخابات، مکمل طور پر ان مشینوں کی مدد سے منعقد کرائے جائیں گے۔

ایک معتبر اور مستند انتخاب کی امتیازی خصوصیات

چار بنیادی خصوصیات جن کی بنا پر الیکشن کمیشن بھارت میں انتخابات جیسی عظیم ذمہ داری بہ احسن نبھاتا ہے، یہ ہیں:

1۔ خودمختاری

2۔ شفافیت

3۔ غیر جانبداری، اور

4۔ پیشہ ورانہ صلاحیت

خودمختاری

ای سی آئی نہ صرف اپنی وضع میں آزاد و خودمختار ہے بلکہ یہ بلاشبہ اپنے کام کے لحاظ سے بھی ہر قسم کے اثر و رسوخ سے مکمل طور پر آزاد ہے۔ اپنی تعیناتی کے بعد، ایک چیف الیکشن کمشنر کو، سپریم کورٹ کے جج حضرات کی طرح، ماسوائے مواخذہ، ہٹایا نہیں جا سکتا۔ الیکشن کمیشن، حکومت سے ایک نمایاں فاصلہ رکھتا ہے۔

شفافیت

اس امر کو یقینی بنانے کے لئے کہ پورا انتخابی عمل شفاف، اور سب فریقین کے لئے یکسانیت کا حامل ہو، ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ اس حوالے سے کچھ اقدامات مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ انتخابی فہرستیں تمام سیاسی جماعتوں/امیدواروں کو دی جاتی ہیں اور تمام رائے دہندگان کی رسائی کے لئے ویب پورٹل پر بھی لگائی جاتی ہیں؛

2۔ فہرستوں میں کسی اضافے، منسوخی، یا اصلاح کی درخواستیں مقامی طور پر شائع کی جاتی ہیں اور گرم سبھاؤں (دیہی علاقوں میں) اور وارڈ سبھاؤں (شہری علاقوں میں) با آواز بلند پڑھ کر سنائی جاتی ہیں؛

3۔ تمام امیدواروں کے لئے اپنے اثاثوں کا اعلان کرنا لازم ہوتا ہے، اور وہ اپنے کاغذاتِ نامزدگی کے ساتھ، ایک حلف نامے پر فوجداری مقدمات کی تفاصیل بھی جمع کراتے ہیں۔ یہ معلومات تمام نوٹس بورڈوں پر لگائی جاتی ہیں اور سول سوسائٹی کو بھی دی جاتی ہیں۔ ایک معمولی رقم کے بدلے، کوئی بھی شہری، ان معلومات کی نقل حاصل کر سکتا ہے۔ یہ تفاصیل ویب سائٹ پر بھی دی جاتی ہیں۔

4۔ انتخابات کے لئے لگانے سے پہلے، سیاسی جماعتوں کے ایجنٹوں کی موجودگی میں، انجینئر تمام ای وی ایمز کی جانچ پڑتال کرتے ہیں؛

5۔ ہر امیدوار کو پولنگ اسٹیشن اور گنتی سنٹر پر اپنے ایجنٹ موجود رکھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ ووٹوں کی گنتی کے ہر مرحلے کے بعد، نتیجے کی اشاعت اور اعلان کیا جاتا ہے تاکہ بعد کی ممکنہ ہیر پھیر سے بچا جا سکے؛

6۔ انتخابی عمل کے تمام اہم عناصر کی وڈیو ریکارڈنگ کی جاتی ہے؛

7۔ کمیشن کا ہر فیصلہ، روزانہ کی بنیاد پر، کمیشن کی ویب سائٹ پر لگایا جاتا ہے۔

غیر جانبداری

انتخابی عمل کے ہر ایک مرحلے پر ایسی غیر جانبداری جس پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے، ہر وقت یقینی بنائی جاتی ہے۔ ضابطہءاخلاق کے سخت نفاذ سے، اس بات کو یقینی بنایا جاتا ہے کہ کوئی بھی، خصوصاً حکمران جماعت، اقتدار کا

غلط فائدہ نہ اٹھا پائے۔

پولنگ سٹاف کے اراکین کا چناؤ بہت احتیاط کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور انکی تعیناتی بغیر کسی خاص ترتیب کے کی جاتی ہے۔ کسی جماعت کے ساتھ کسی قسم کی وابستگی کے شک کی صورت میں، اس فرد کو (اسکے رتبے سے قطع نظر) بلا تاخیر ہٹا دیا جاتا ہے۔ ایک تبادلہ پالیسی اس امر کو یقینی بناتی ہے کہ تین سال کی مدت کے بعد ہر کسی کا، بلا امتیاز، تبادلہ کر دیا جائے۔ کسی بھی فرد کے خلاف (اسکے رتبے سے قطع نظر) کسی قسم کی جماعتی وابستگی، یا جھکاؤ یا شکایت کا قوی شک موجود ہو، تو اسے فی الفور ہٹا دیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں، چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری حتیٰ کہ ڈائریکٹر جنرل پولیس کو بھی عہدے سے ہٹایا جا چکا ہے۔

پیشہ ورانہ مہارت

ای سی آئی کی کامیابی کا ایک بڑا راز، انتخابی مشینری کی پیشہ ورانہ مہارت ہے۔ انتخابات کے انتظام میں مصروفِ عمل ہر فرد کی، اپنی مخصوص ذمہ داری کے ضمن میں باقاعدہ تربیت کی جاتی ہے؛ چاہے وہ ریٹرننگ آفیسر ہو، یا مبصر، یا پھر وڈیوگرافر جس کا کام امیدواروں کی انتخابی مہم اور انتخاب کے دن کی سرگرمیوں کو کیمرے میں قید کرنا ہو۔ ای سی آئی سے محض ان اختیارات کا خوف ہی منسلک نہیں جو اسے بھارت کا آئین تفویض کرتا ہے، بلکہ اسکے ساتھ ساتھ وہ عزت و احترام بھی ہے، جو اسے آئین کی جانب سے تفویض کردہ ذمہ داری، ایک لگن کے ساتھ، بنا کسی خوف، حمایت یا امتیاز، بہ احسن طور نبھانے پر حاصل ہوتا ہے۔ اور پچھلی دس دہائیوں سے انتخابات کے بر وقت اور کامیاب انعقاد کا سہرا، یقیناً ای سی آئی کے سر ہی جاتا ہے۔

2014 کے عام انتخابات، بھارت کی عظیم انتخابی تاریخ کا ایک سنگ میل تھے۔ وہ کیا عناصر ہیں جو بھارتی الیکشن کمیشن (ای سی آئی) کو اس قابل بناتے ہیں کہ وہ دنیا کا عظیم ترین انتظامی واقعہ، انتخابات در انتخابات، اسقدر خود اعتمادی سے منعقد کروا رہا ہے؟ دراصل، یہ ایک مضبوط آئینی اور قانونی بنیاد کی بدولت ہے۔

الیکشن کمیشن کو با اختیار کرنا

الیکشن کمیشن کی مضبوط عمارت، سات ٹھوس ستونوں پر کھڑی ہے، ان میں سے چار، قانونی اور آئینی دائرہ کار میں آتے ہیں:

- بھارت کا آئین
- مقنّنہ، جو قوانین وضع کرتی ہے
- بھارت کی عدالتِ عظمٰی (سپریم کورٹ)، اور ریاستوں کی عدالتِ عالیہ (ہائی کورٹس)
- سیاسی جماعتیں، جنہوں نے رضا کارانہ طور پر، ایک مثالی ضابطہءاخلاق اپنایا ہے
- نوکر شاہی، جو اس عظیم ذمہ داری کو، بلا خوف و خطر، بغیر کسی سیاسی جھکاؤ کے، انتہائی جانفشانی سے نبھاتی ہے۔
- ذرائع ابلاغ، جو کمیشن کی آنکھ، کان اور اتحادی کا کردار ادا کرتا ہے
- بھارتی عوام، جو جمہوریت میں اور الیکشن کمیشن پر مکمل اعتماد کرتے ہیں، اور باقاعدگی سے ہر ایسے نظام کو اٹھا باہر کرتے ہیں (لیکن ایک نہایت پر امن طریقے سے) جو انکو پسند نہیں آتا۔

آئین کی جانب سے عطائے اختیار

آئین کی جانب سے الیکشن کمیشن کو تفویض کردہ مینڈیٹ کے مطابق، کمیشن کو ذمہ داری ایک ایسے آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کا انعقاد تھا، جس میں عوام بلاخوف وخطر اور اپنی ذاتی آزادانہ خواہش سے، ایک مکمل محفوظ اور رازدارانہ طریقے سے، اپنا حقِ رائے دہی استعمال کر سکیں۔ اس امر کا خصوصی اہتمام کیا گیا تھا کہ الیکشن کمیشن یقینی طور پر ان تمام اختیارات کا حامل ہو، جن کی بنا پر وہ آزادانہ طور پر، سیاسی اربابِ اختیار کی مداخلت، یا دباؤ سے قطعی دور رہتے ہوئے، اپنی ذمہ داریاں سرانجام دے سکے۔

ای سی آئی کی وضع /ساخت

آئین کی دفع (2)324 کے مطابق، الیکشن کمیشن، چیف الیکشن کمشنر اور دیگر الیکشن کمشنروں کی اتنی تعداد پر مشتمل ہوگا (اگر کوئی ہوں)، جو صدر کی جانب سے، وقت وقت میں، متعین کی جاسکتی ہے۔ ابتدائی طور پر یہ چیف الیکشن کمشنر کی صدارت میں، ایک فردِ واحد پر مشتمل ادارہ تھا، لیکن 1993 میں اسکے اراکین کی تعداد بڑھا کر تین کر دی گئی، اور اس اقدام کو سراہا گیا۔ جب کوئی ادارہ وسیع اختیارات کا حامل ہو، اور کسی کو بھی جواب دہ نہ ہو، تو عقل کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ اسکے معاملات، ایک سے زائد افراد کے حوالے کر دیئے جائیں۔ اس سے مداخلت کو روکنے اور منصفانہ پن یقینی بنانے میں مدد ملتی ہے۔

آئین نے دفعہ ۳۲۷ کے تحت پارلیمان کو یہ اختیار تفویض کیا ہے کہ وہ 'ان تمام امور کے ضمن میں، جو ایوانِ پارلیمان یا کسی ریاست کی مقنّنہ کے انتخابات سے متعلق ہوں، یا ان سے کوئی حوالہ رکھتے ہوں' قانون سازی کرے۔ تاہم، پارلیمان کا قانون سازی کا یہ اختیار' اس آئین کی دفعات سے مشروط ہے'۔

چنانچہ، پارلیمان ایسا کوئی قانون بنانے کی مجاز نہیں، جو آئین کی جانب سے کمیشن کو تفویض کردہ اختیارات کو غیر موثر یا کمزور کرنے کے مترادف ہو۔ درحقیقت، ایسا کوئی قانون، آئین کے بنیادی ڈھانچے کو متاثر کرنے کے مساوی تصور کیا جائے گا۔ اس حوالے سے، عدالتِ عظمیٰ نے خصوصی ریفرنس نمبر........ میں فیصلہ دیا کہ 'پارلیمان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ انتخابات سے ضوابط سے متعلق قانون سازی کرے، تاہم، انتخابات کا انعقاد، الیکشن کمیشن کی مخصوص ذمہ داری ہے۔ آئین کی جانب سے تفویض کردہ اختیارات کے تحت، الیکشن کمیشن کے مطلق اختیارات، پارلیمان کی جانب سے بنائے گئے قانون کی رو سے، واپس نہیں لئے جاسکتے۔ اگر پارلیمان ایسا کوئی قانون بناتی ہے تو یہ دفعہ 324 کی قانون شکنی کے مترادف ہوگا'۔ عدالتِ عظمیٰ نے فیصلے میں اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ 'ایسے معاملات میں جہاں پارلیمان کی جانب سے وضع کردہ قانون خاموش نظر آتا ہو، آئین کی دفعہ 324، کمیشن کو یہ اختیار تفویض کرتی ہے کہ وہ خلاء کو پُر کرنے کے لئے اپنے اختیارات کا استعمال کرے'۔

آئین کی دفعہ 324 کے تحت تفویض کردہ انہی بنیادی اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے، الیکشن کمیشن نے، الیکشن سمبلز (ریزرویشن اینڈ الاٹمنٹ) قانون 1968ء نافذ کیا، جس کے تحت، دیگر معاملات کے ساتھ، سیاسی جماعتوں کو قومی اور ریاستی (علاقائی) کی حثیت سے شناخت دی گئی۔

پارلیمان کی جانب سے عطائے اختیار

پارلیمان نے، انتخابات کے ضوابط سے متعلق قوانین میں تمام ضروری

دفعات شامل کی ہیں (جن میں عوامی نمائندگی کا قانون 1951 او 1950، اور صدارتی اور نائب صدارتی قانون، 1952 شامل ہیں) ،تا کہ الیکشن کمیشن کے اختیارات کو موثر بنایا جا سکے۔ جب کبھی بھی ان قانونی دفعات میں کوئی کمی محسوس کی گئی، اسکو پورا کرنے کے لئے ترامیم کی گئیں۔ مثال کے طور پر، عوامی ایکٹ 1951 کے سیکشن 159 کے تحت، کمیشن کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ صرف حکومت یا علاقائی حکومتوں کے ملازمین کی خدمات حاصل کر سکے۔ لیکن یہ محسوس کیا گیا، کہ ان افراد کی تعداد نا کافی تھی، چنانچہ، 1977 میں، کمیشن کی سفارش پر ، اس شق میں ترمیم کرتے ہوئے، حکومت کے زیرِ انتظام، یا حکومت کی جانب سے بنائی گئی تمام یونیورسٹیوں کے ملازمین کی خدمات سے مستفید ہونے کی شرط بھی اسکا حصہ بنا دی گئی۔

کمیشن نے یہ بھی محسوس کیا کہ وہ ان افسران کی تربیت اور نظم و ضبط کے حوالے سے اپنے آپکو کسی حد تک محدود محسوس کرتا ہے، جو انتخابات کے دوران مختلف ذمہ داریاں نبھانے کی غرض سے تعینات کئے جاتے ہیں، کیونکہ اس حوالے سے کوئی قانون موجود نہیں تھا۔ یہ افسران اور دیگر سٹاف اراکین اپنے اپنے ادارے کے اصول و قواعد کے تحت کام کرنے کے پابند تھے۔ پارلیمان نے قانون میں ترمیم کرتے ہوئے یہ فیصلہ دیا کہ انتخابی ذمہ داریوں پر تعینات ایسے تمام افسران اور دیگر افراد، اس تعیناتی مدت کے دوران، الیکشن کمیشن کے ماتحت تصور کئے جائیں گے، اور ان پر کمیشن کے قوانین اور قواعد و ضوابط لاگو ہوں گے۔

جب کمیشن نے الیکٹرانک ووٹنگ مشینز استعمال کرنے کا فیصلہ کیا، تو پارلیمان کی جانب سے، 1989 میں، قانون برائے عوامی نمائندگی 1951، کی شق نمبر 61 اے، میں ضروری ترامیم کر کے، ان مشینوں کے استعمال کے لئے قانونی منظوری فراہم کی گئی۔ اس سے پہلے، 1984 میں، سپریم کورٹ نے فیصلہ دے دیا تھا کہ ان مشینوں کے استعمال کی منظوری دینے والے قانون کے بغیر، کمیشن ان کو استعمال کرنے کا مجاز نہیں۔ اسکے علاوہ بھی ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جہاں کمیشن کو اپنے فرائض کی موثر ترادائیگی کے حوالے سے ضروری اختیارات سے لیس کرنے کے لئے، پارلیمان نے اسکی معاونت کی۔

عدالتِ عظمیٰ کی جانب سے عطائے اختیار

کمیشن کو حاصل کردہ اختیارات، اور ملنے والی عزت کے پیچھے سپریم کورٹ کی جانب سے، الیکشن کمیشن اور انتخابات کے حوالے سے آئین اور قانون میں پائی جانے والی متعدد دفعات کی ہمدردانہ تعبیر کا ایک بڑا ہاتھ ہے۔ پہلے عام انتخابات کے بعد ہی، سپریم کورٹ نے دفعہ 329 کی شق (ب) میں لفظ 'انتخابات' کی یہ تعبیر کی: یہ وہ مکمل عمل ہے جو انتخابات کے اعلان کے اجراء کے ساتھ شروع ہو کر، نتائج کے اعلان کے ساتھ اختتام پذیر ہوتا ہے (این پی پونسوامی بمقابلہ ریٹرننگ آفیسر، نمکل (.......)۔ عدالتِ عظمیٰ نے انتخابی معاملات کے ضمن میں عدالتی مداخلت (بشمول عدالتِ عظمیٰ خود) پر پابندی بھی عائد کر دی۔

کچھ ذہنوں میں یہ سوال اٹھے کہ آیا، الیکشن کمیشن کی جانب سے دیئے گئے انتخابی شیڈول کا اطلاق صدر اور گورنروں پر بھی ہوتا ہے، جنھوں نے انتخابی عمل متحرک کرنے کے لئے اعلامیے جاری کرنے ہوتے ہیں، اور آیا، وفاق، اور ریاستوں میں موجود وزراء کی کونسل اس شیڈول میں کوئی تبدیلی کرنے کی مجاز ہو گی، کیونکہ آئین کے تحت، دوسری صورتحال میں، صدر اور گورنر ، اپنے وزراء کی کونسل کی معاونت اور مشاورت پر عمل کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ عدالت کے فیصلے کے مطابق، 'جہاں تک انتخابات کا شیڈول یا کیلنڈر وضع کرنے کا تعلق

ہے، تو یہ صریحاً اور خصوصاً الیکشن کمیشن کا استحقاق ہے، جو مقنّنہ کے وضع کردہ قوانین کے ماتحت نہیں آتا'۔ا

۱۹۹۳ میں عدالتِ عظمیٰ نے حکومت کو ایک اور اہم حکم جاری کیا جس میں حکومت کی جانب سے، کمیشن کو وفاقی مسلح پولیس فورس کی خدمات فراہم کرنے کا پابند کیا گیا، تاکہ انتخابات کو پرامن بنایا جاسکے۔ عدالت نے حکومت کے اس اقدام پر بھی منظوری کی مہر ثبت کر دی جس کے تحت انتخابات کے دوران کمیشن کے لئے خدمات انجام دینے والے حکومت کے ملازمین کا تبادلہ یا معطلی نہیں کی جاسکے گی۔ اس امر سے ان افراد کی غیر جانبداری کو یقینی بنایا گیا۔ پھر، عدالت کی طرف سے اس توثیق نے کہ، ماڈل ضابطہء اخلاق کا اطلاق اسی تاریخ سے ہوجائے گا جب کمیشن کی جانب انتخابی شیڈول کا اعلان کیا جائے گا، انتخابی مہمات کا صاف اور باضابطہ ہونا یقینی بنایا ہے۔ عدالت کی جانب سے الیکشن سمبلز (ریزرویشن اینڈ الاٹمنٹ) قانون 1968ا، جس کے تحت، دیگر امور کے ساتھ، سیاسی جماعتوں کو قومی اور ریاستی (علاقائی) شناخت دی گئی، میں آئینی بالا دستی کو برقرار رکھنے سے، کمیشن کے ضمنی قانون سازی کے اختیار کو نمایاں طور پر مضبوط کیا گیا۔ عدالت کے اس حکم نے، جس کی رو سے، ہر امیدوار ایسے دو حلف نامے جمع کرانے کا پابند ہوگا جن میں اس کی تعلیمی قابلیت، مالی اثاثوں اور واجبات اور فوجداری مقدمات کی تفصیل درج ہو گی، ڈرامائی طور پر شفافیت کو تقویت دی، اور شہریوں کو یہ اختیار دیا کہ وہ سوچ سمجھ کر اپنے امیدوار کا انتخاب کرسکیں۔

سیاسی جماعتوں کی جانب سے عطائے اختیار

سیاسی جماعتوں کی جانب سے، انتخابات کے دوران ایک رضا کارانہ مثالی ضابطہء اخلاق پر رضامندی ظاہر کرنے کے عمل کی بدولت، بدنامِ زمانہ سیاسی جماعتوں نے بھی الیکشن کمیشن کو بااختیار بنانے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔

مثالی ضابطہء اخلاق ایک منفرد ضابطہء ہے جو تمام سیاسی جماعتوں کی اتفاق رائے سے وضع کیا گیا ہے، اور یہ جمہوریت کی بقا کے لئے ایک اہم اقدام ہے جس میں ان تمام سیاسی جماعتوں نے مشترکہ طور پر حصہ ڈالا ہے۔ الیکشن کمیشن اس کا اطلاق اسی دن سے کر دیتا ہے جب وہ کسی بھی انتخابی شیڈول کا اعلان کرتا ہے۔ ایم سی سی کو کوئی قانونی پشت پناہی حاصل نہیں، اور اسکی بہت سی دفعات قانونی لحاظ سے قابلِ اطلاق نہیں۔ تاہم، پھر بھی اس کی بڑے پیمانے پر تعمیل کی جاتی ہے۔ اسکے نفاذ کی اخلاقی منظوری، رائے عامہ ہے۔

مثالی ضابطہ کیا باقاعدہ بناتا ہے؟

1۔ **پرامن اور منظّم طرزِ عمل:** ہر اجلاس یا جلوس سے پہلے امیدوار اور سیاسی جماعتوں کے لئے ضلعی انتظامیہ سے اجازت لینی ضروری ہے۔ ضابطہ کی رو سے ٹریفک کے قوانین کی پابندی، سڑکوں پر رش یا بھیڑ لگانے سے پرہیز کرنا اور ایک منظّم رویہ برقرار رکھنا، لازم ہے۔

2۔ **مساوی مواقع:** حکومتی گیسٹ ہاؤس یا سکول یا دیگر سرکاری ملکیت پر کسی جماعت یا امیدوار کو، اجلاس منعقد کرنے، یا ہیلی کاپٹر اتارنے، وغیرہ، کے حوالے سے اجارہ داری قائم کرنے کی اجازت نہیں۔ ایسی کسی بھی سہولت کے استعمال سے پہلے اجازت لینا لازم ہے۔ اس سلسلے میں کسی امتیازی سلوک سے بچنے کے لئے، درخواستوں کا ایک رجسٹر میں (کھلے کاغذوں کی صورت نہیں) اندراج کیا جاتا ہے، تاکہ 'پہلے آیئے، پہلے پایئے' کے اصول پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جاسکے۔

3۔ **شہریوں کا حق برائے امن:** کوئی جماعت یا امیدوار، کسی عمارت یا

دیوار پر، اسکے مالک یا مکین کی پہلے سے حاصل کی گئی اجازت کے بغیر، کچھ لکھ سکتی ہے نہ ہی کوئی چارٹ یا پوسٹر لگا سکتی ہے۔ ان ضوابط کا مقصد عوام کو پریشان کرنے، اور ملکیت کو داغدار کرنے سے روکنا ہے ۔اسکے علاوہ، ان سے عوام کو ہراساں کرنے، یا ڈرانے دھمکانے کے خلاف بھی تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ انتخابی مہم کے لئے گاڑیوں کا کرائے پر حاصل کرنا، اور لاؤڈ سپیکر کے استعمال سے پہلے ریٹرننگ افسر سے اجازت نامہ لینا لازمی ہے تاکہ اس بات کا یقین کرلیا جائے کہ سکولوں میں بچے، ہسپتالوں میں مریض اور عبادت گاہوں میں لوگ اس سے متاثر نہ ہوں۔لاؤڈ سپیکر کا استعمال، رات دس بجے سے لیکر صبح چھ بجے تک ممنوع ہے۔

4۔ کسی مہم کے دوران مناسب رویہ اختیار کرنا: جماعتوں اور امیدواروں پر لازم ہے کہ وہ ذاتیات پر حملے، اور افراد کی ذاتی زندگی پر تنقید سے گریز کریں، اور بلا تصدیق، الزام بازی نہ کریں۔ ضابطے کا مقصد، ایک ایسی انتخابی مہم کا فروغ ہے جسکی بنیاد کسی مسئلے پر ہو، تاکہ نہ صرف انتخابی عمل کی حرمت برقرار رہے، بلکہ پرتشدد تصادم سے بھی بچا جاسکے۔

5۔ بدعنوانی اور انتخابی جرائم کی روک تھام: جماعتوں اور امیدواروں پر لازم ہے کہ وہ ووٹ حاصل کرنے کی غرض سے مذہب اور مذہبی جذبات کو استعمال کرنے سے باز رہیں، اور ایسی سرگرمیوں میں نہ ملوث ہوں جو مختلف گروہوں یا ذات برادریوں کے درمیان باہمی نفرت پیدا کریں، اور نہ ہی ووٹ حاصل کرنے کے لئے رشوت دینے کی اجازت ہے۔

سرکاری مشینری کے غلط استعمال کی روک تھام: ضابطہ کی رو سے حکمران جماعتیں اور حکومتِ وقت پر کچھ پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ اسکے تحت ،انتخابی مہم کے دوران کوئی وزیر، سرکاری سٹیشنری، گاڑیوں یا افراد کا استعمال کرنے کا مجاز نہیں، نہ ہی صوابدیدی فنڈ سے ادائیگی ر امداد کے لئے رقم خرچ کرسکتا ہے، کسی بھی شکل میں کسی مالی امداد کا اعلان یا وعدہ نہیں کرسکتا، کسی نئے منصوبے کی بنیاد نہیں رکھ سکتا، نئے منصوبوں کی بابت (جیسے نئی سڑکیں، پانی کی سہولت، وغیرہ) کا وعدہ نہیں کرسکتا، اور نہ ہی حکومت میں یا سرکاری حلف کے تحت کوئی مخصوص تعیناتی کرسکتا ہے۔ یہ اس لئے ضروری ہے تاکہ اقتدار کے غلط استعمال سے بچا جاسکے۔

نوکرشاہی کی جانب سے عطائے اختیار

حکومتی ملازمین، الیکشن کمیشن کی براہ راست نگرانی میں انتخابات کا تمام انتظام کرتے ہیں۔ دنیا کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے بہت سے لوگوں کے لئے یہ بات ناقابلِ یقین ہے کہ حکومت کی نوکرشاہی کس طور غیر جانبدار ہوسکتی ہے۔ الیکشن کمیشن، بھارتی نوکرشاہی کے سوا کسی پر اعتماد نہیں کرے گا، کیونکہ اس نے الیکشن کمیشن کی تحت کام کرکے، بارہا اپنی غیر جانبداری اور پیشہ ورانہ مہارت کو ثابت کیا ہے۔اس کا راز یہ ہے کہ انھیں سیاسی جماعتوں کے دباؤ سے دور کردیا جائے، اور انکی کارکردگی کی بنا پر انھیں سزا یا انعام سے فوری طور پر نوازا جائے۔ یونہی، حکومتی ملازمین پر مشتمل ۱۱ ملین کی ایک افرادی قوت نے ، پچھلے دو عام انتخابات کسی ایک بھی داغ دھبے کے بغیر، انتہائی خوش اسلوبی سے سر انجام دیئے ہیں۔۔۔ اور یہ یقیناً کوئی معمولی کامیابی نہیں ہے۔

ذرائع ابلاغ کی جانب سے عطائے اختیار

الیکشن کمیشن کو اپنی ذمہ داریوں سے خوش اسلوبی سے نبھانے کے لئے،

ذرائع ابلاغ سے زیادہ قوی اور مضبوط اتحادی نہیں مل سکتا۔
ذرائع ابلاغ نہ صرف معاشرے میں ہونے والی غلط کاریوں، قانون شکنی اور ماڈل ضابطہءاخلاق کی خلاف ورزی پر نظر رکھتے ہیں، بلکہ جب کمیشن کو کسی جماعت یا فرد کے خلاف کسی کاروائی کا آغاز کرنا ہو، تو ذرائع ابلاغ اہم ثبوت فراہم کرنے میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ گو کہ، ہم بھاری تعداد میں اپنے آدمی تو ینات کرتے ہیں، تاہم پھر بھی، ذرائع ابلاغ کو سب سے پہلے معلومات مل جاتی ہیں۔اسی لئے، تمام الیکشن ذمہ داران کو یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ ذرائع ابلاغ سے ملنے والی غیر قانونی سرگرمیوں کی رپورٹوں کو 'شکایات' کے طور پر دیکھا جائے ،اور ای سی آئی کے رسمی احکام کا انتظار کئے بغیر، اس پر کاروائی کا آغاز کیا جائے۔

ذرائع ابلاغ، یقیناً، ای سی آئی پر تنقید کرنے کے لئے آزاد ہے، اور وہ، بغیر کسی لاگ لپیٹ کے ایسا کرتا بھی ہے۔ تاہم، چونکہ ای سی آئی کی کارکردگی اور طرزِ عمل عمومی طور پر غلطیوں سے پاک رہا ہے، اس لئے ذرائع ابلاغ کی جانب سے اسے ہمیشہ تعریف و تحسین (اکثر اوقات، حد درجہ) ہی ملی ہے۔

لئے اعتماد میں اضافہ کر سکتے ہیں، ان لوگوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ، جن کے انتخاب میں یہ ہماری معاونت کرتے ہیں۔ بھارت جیسے متنوع اور عظیم ملک کے پیش نظر اور اپنے دائرہ کار اور انتظام کے لحاظ سے ، اسے ہارورڈ یونیورسٹی کے ایک تحقیقاتی کیس کا حصہ ہونا چاہیئے۔ہم ان مردوں اور عورتوں کے بارے میں کم ہی سوچتے ہیں جو ہمیں اپنے حکمرانوں کو نکال باہر کرنے کا اختیار دیتے ہیں۔

'میں نے اس بات کا اندازہ لگانے کے لئے کہ انتخابات کے دن کیا خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں، ان الیکشن بابوؤں کی سرگرمیوں کا بڑی دلچسپی سے بغور جائزہ لیا۔

قومی معلوماتی سنٹر (این آئی سی) کے وڈیو لنک کے ذریعے، میں نے جنوبی یو پی کے دس اضلاع میں، بھارتی انتظامی امور (آئی اے ایس) کے ذہین مجسٹریٹوں کو، چیف الیکشن کمشنر، ایس وائے قریشی اور انکے ساتھی وی ایس سمپتھ اور ایچ ایس براہمہ کے سوالات کے جواب میں، واضح اور معتبر یقین دہانی دیتے ہوئے سنا۔ اتفاق سے، یہ تینوں بھی آئی اے ایس کے بابو رہ چکے ہیں۔ ایک بھی جواب موضوع سے ہٹ کر نہیں تھا، اور کوئی 'حق' ایسا نہ تھا جسے بلا تصدیق در تصدیق چھوڑ دیا گیا ہو۔'

بھارت کے عوام کی جانب سے عطائے اختیار

جمہوریت، عوام، اداروں کی بابت انکی سوچ، اور انکی شمولیت سے متعلق ہے۔ بھارت کے عوام کا اپنے الیکشن کمیشن پر اعتماد، کسی بھی ملک کے انتخابی عمل کا انتظام کرنے والے کسی بھی ادارے کے لئے حسد کا باعث ہو سکتا ہے۔ عوام کی نظر میں ای سی ہمیشہ اعتماد اور بھروسے کے اعلیٰ ترین درجے پر فائز رہتا ہے۔

ذیل میں دی گئی دو مثالیں اس بات کی مظہر ہیں کہ ذرائع ابلاغ کی نظر میں ای سی آئی کیا حیثیت رکھتا ہے:

ای سی آئی کی کارکردگی ..... ایک صحافی کی نظر میں

'ای سی بھارت میں، منکسر ترین ادارے کے لئے میرا امیدوار ہو سکتا ہے۔ ہم اسکے بارے میں کتنا کم جانتے ہیں، یا خیال کرتے ہیں! یو پی میں انتخابات کے آخری مرحلے سے ایک ہفتہ قبل، اس کالم کی تحقیق کے لئے، میں نے الیکشن کمیشن کی تربیتی مشق کا مشاہدہ کیا۔ کاش کہ انکو ٹیلی وژن کے ذریعے دکھایا جاسکے۔ یہ معمولی بابو ٹائپ لوگ، ہمارے دلوں میں موجود، ہمارے لوہے کی مانند مضبوط ادارے کے لئے اعتماد میں اضافہ کرسکتے ہیں، ان لوگوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ، جن کے انتخاب میں یہ ہماری معاونت کرتے ہیں۔ بھارت جیسے متنوع اور عظیم ملک کے پیش نظر اور اپنے دائرہ کار اور انتظام کے لحاظ سے، اسے ہارورڈ یونیورسٹی کے ایک تحقیقاتی کیس کا حصہ ہونا چاہیئے۔ ہم ان مردوں اور عورتوں کے بارے میں کم ہی سوچتے ہیں جو ہمیں اپنے حکمرانوں کو نکال باہر کرنے کا اختیار دیتے ہیں۔

'میں نے اس بات کا اندازہ لگانے کے لئے کہ انتخابات کے دن کیا خرابیاں پیدا ہوسکتی ہیں، ان الیکشن بابوؤں کی سرگرمیوں کا بڑی دلچسپی سے بغور جائزہ لیا۔

قومی معلوماتی سنٹر (این آئی سی) کے وڈیو لنک کے ذریعے، میں نے جنوبی یو پی کے دس اضلاع میں، بھارتی انتظامی امور (آئی اے ایس) کے ذہین مجسٹریٹوں کو، چیف الیکشن کمشنر، ایس وائے قریشی اور انکے ساتھی وی ایس سمپتھ اور ایچ ایس براہمہ کے سوالات کے جواب میں، واضح اور معتبر یقین دہانی دیتے ہوئے سنا۔ اتفاق سے، یہ تینوں بھی آئی اے ایس کے بابو رہ چکے ہیں۔ ایک بھی جواب موضوع سے ہٹ کر نہیں تھا، اور کوئی 'حق' ایسا نہ تھا جسے بلا تصدیق در تصدیق چھوڑ دیا گیا ہو۔'
میرا ووٹ ای سی کے لئے ہے،
بھارت کے نظریئے کا قرار واقعی نگران

آخری دفعہ آپ نے کب وہ پرانے زمانے والا جملہ، 'بوتھ پر قبضہ' سنا تھا؟ اگر آپ نے اسے نہیں سنا حتیٰ کہ اب بھی، جب اتر پردیش جیسے علاقوں میں انتخابی عمل جاری ہے، تو کیا آپ نے سوچا کہ ایسا کیوں ہے؟ اسکا جواب کافی سادہ ہے۔ یہ الیکشن کمیشن (ای سی) کی وجہ سے ہے۔ یہ ایک آلودہ فضا میں ایک عظمت کے نخلستان کی مانند ہے، اور اسکی واحد وجہ یہ ہے کہ الیکشن کمیشن، بلا خوف وخطر اور حمایت اپنی آئینی ذمہ داری نبھا رہا ہے۔

دل کو گرما دینے والا پیغام یہ ہے، کہ نظام رواں دواں ہے، اس سے قطع نظر کہ چیف الیکشن کمشنر کون ہے۔
اُن دنوں سے لیکر، جب سیشان کی جانب سے الیکشن کمیشن کو متحرک کرنے کے لئے تحریک شروع ہوئی، آج، ای سی ایک ایسی اعلیٰ مشین بن چکا ہے جس کے سب پرزے چالو حالت میں ہیں، اور چیف الیکشن کمشنر، ایس وائے قریشی، پردے کے پیچھے رہتے ہوئے کام کرنے کو ترجیح دیتے ہیں، اور وہ اسے بہت خوبی سے نبھا رہے ہیں۔

آج، الیکشن کمشن نے کارواں کے از خود آگے کی جانب بڑھنے، اور بہت معمولی بے قاعدگیوں کے ساتھ انتخابات منعقد کرانے کے فن میں مہارت حاصل کرلی ہے۔ یہانتکہ، دوسرے ممالک، بشمول ترقی یافتہ ممالک، بھارتی ماڈل کا تجزیہ کرنے کی کوشش میں ہیں۔

لیکن میرے لئے اس میں یہ پیغام پوشیدہ ہے، کہ جب آپ ایک فرد اور اسکے عہدے کو اختیارات تفویض کرکے، اسے مکمل طور پر مداخلتوں سے الگ کردیتے ہیں، تو معجزے جنم لیتے ہیں۔ مکمل ایمانداری اور موثر کارکردگی کے امتزاج نے، دنیا کے عظیم ترین اور پیچیدہ ترین نظاموں میں سے ایک کو رواں دواں کردیا ہے۔

انتخابات کے دوران صدارتی راج

ایک دور تھا جب حزبِ اختلاف کی جماعتیں انتخابات کا اعلان ہوتے ہی، ایک نگران حکومت یا صدارتی راج کے لئے شور کیا کرتی تھیں، تاکہ اقتدار میں ہونے والی جماعتیں انتخابی عمل پر غلط طور اثر انداز نہ ہو سکیں۔ ہمسایہ ملک بنگلہ دیش میں، 5 جنوری 2014 میں ہونے والے عام انتخابات کے انعقاد کے لئے، ایک عبوری غیر سیاسی حکومت بنانے کا مطالبہ کیا گیا، اور اس جب یہ مطالبہ پورا نہ ہوا، تو حزبِ اختلاف کی سب سے اہم جماعت نے انتخابات کے بائیکاٹ کا فیصلہ کر لیا، اور اس کے نتیجے میں ملک تقریباً تباہی کے دہانے تک پہنچ گیا۔ سینکڑوں پولنگ بوتھ نذرِ آتش کر دیئے گئے، اور بہت سے لوگ جان سے گئے۔ انتخابی مشینری میں اس نوعیت کی بداعتمادی، جمہوریت کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے۔ تاہم، بھارت میں، الیکشن کمیشن کو مناسب حد تک آئینی اور انتظامی اختیارات دیئے گئے ہیں، جو مقتدر جماعتوں کو، انتخابی عمل پر کسی بھی طور اثر انداز ہونے سے روکنے کے لئے بہت کافی ہیں۔ یہاں، انتخابات کا اعلان ہوتے ہی، پولیس، پیراملٹری فورسز اور نوکر شاہی، الیکشن کمیشن کے دائرہءِ اختیار میں آ جاتے ہیں، جبکہ ماڈل ضابطہءِ اخلاق کا نفاذ، حکمران جماعت کے اقتدار کا فائدہ غیر موثر کر دیتا ہے۔ واقعی، اس نظام میں صدارتی راج کی تمام تر خصوصیات موجود ہیں! درحقیقت، یہ اس سے بھی بہتر ہے، کیونکہ صدارتی راج میں پھر بھی وفاق میں، ایک حکمران جماعت ہوتی ہے، جبکہ الیکشن کمیشن مکمل طور پر غیر سیاسی اور غیر جانبدار ہوتا ہے۔

اسقدر اعتماد اور معتبریت حاصل کرنے کے باوجود، ہم یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ نظام بالکل کامل ہو گیا ہے۔ ای سی آئی، متعدد انتخابی اصلاحات تجویز کرتا آیا ہے، جن میں سے ذیل میں دی گئی چند اصلاحات وہ ہیں، جو ملک میں صحتمند جمہوری روایات کے قیام کے حوالے سے ایک اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔

پانچ بنیادی انتخابی اصطلاحات

انتخابی عمل میں بہتری، ایک فکرِ مسلسل ہے۔ الیکشن کمیشن کو جس قسم کی آئینی ذمہ داری دی گئی ہے، وہ محض اپنے حاصل کردہ اعزازات پر اکتفا نہیں کر سکتا۔ کمیشن کی جانب سے متعدد اصطلاحات کی تجویز دی گئی ہے، جن کا مقصد انتخابی عمل کو صاف بنانا ہے۔ ان میں سے کچھ تجاویز، سیاست میں جرائم کے عنصر، انتخابی مہم کے اخراجات کو باقاعدہ بنانے، سیاسی جماعتوں کی اندرونی سیاست، وغیرہ، سے متعلق ہیں۔ ہماری سوچ کے مطابق، ذیل میں دی گئی پانچ اصطلاحات، بنیادی حیثیت رکھتی ہیں:

1۔ قانون برائے عوامی نمائندگی، ۱۹۵۱، میں ترمیم کر کے، ان تمام افراد کو انتخابات میں حصہ لینے کے ضمن میں نااہل قرار دیا جائے، جن کے خلاف سنگین جرائم کے مقدمات کیئے گئے ہوں؛

2۔ سیاسی فنڈوں کے معاملات میں شفافیت لائی جائے؛ اس ضمن میں تمام لین دین، چیک کے ذریعے کی جائے، اور تمام اندراج شدہ سیاسی جماعتوں کے کھاتوں کی جانچ پڑتال سی اے جی (کومپٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل آف انڈیا) سے کروائی جائے، اور تمام آڈٹ رپورٹوں تک عوامی رسائی دی جائے؛

3۔ سیاسی جماعتوں کے اندر شفاف جمہوری عمل کو یقینی بنایا جائے؛ جماعتوں کے اندر ہر درجے میں ذمہ دار عہدے داران کے سالانہ انتخابات کے انعقاد کو یقینی بنایا جائے اور جماعتوں کے سربراہان کے عہدوں کی حدود معیاد کا تعین کیا جائے؛

4۔ انتخابات میں کارپوریٹ اور سیاسی چندے اور عطیات کی جگہ ایک شفاف ریاستی فنڈ قائم کیا جائے جو کہ انتخابی کارکردگی سے مشروط ہو، تاکہ انتخابی عمل میں غیر مصدقہ ذرائع سے

حاصل کی گئی غیر شفاف رقوم کے استعمال کو روکا جاسکے؛

5۔ بھارتی الیکشن کمیشن کو، بھارت کے قومی مشترکہ فنڈ سے منسلک بجٹ کے ذریعے مضبوط تر بنایا جائے، اور کمیشن کی مکمل مالی خودمختاری یقینی بنائی جائے؛ اس امر کو بھی لازمی قرار دیا جائے کہ الیکشن کمیشن کے انتخاب کے عمل کو، ایک مشاورتی یا انتظامی بورڈ کے ذریعے زیادہ سے زیادہ شراکتی بنایا جائے۔ اس سے الیکشن کمیشن کو زیادہ تر عوامی اعتماد حاصل ہو سکے گا، اور غیر ضروری تنقید سے نجات ملے گی۔

جدید ذرائع ابلاغ ۔ ایک ابھرتی ہوئی قوت

حالیہ عام انتخابات کی سب سے ممتاز نئی خصوصیت، جدید ذرائع ابلاغ کا کردار تھا، جس میں کسی بھی انتخابی عمل میں پہلی دفعہ، موبائل فون اور سماجی ذرائع ابلاغ کو استعمال کیا گیا۔ کچھ لوگ تو اس حد تک بڑھ گئے کہ انھوں نے سماجی ذرائع ابلاغ کو 'نیا انتخابی میدانِ جنگ' اور 2014 کے عام انتخابات کو، سماجی ذرائع ابلاغ کا اولین انتخاب کہہ ڈالا۔ ٹوئٹر کے ایڈم شارپ نے اسے ملک کا پہلا ٹوئٹر انتخاب قرار دیا، جس میں 'امیدوار، صحافی، اور شہری، ٹویٹر کے پلیٹ فارم کو انتخابات کی معلومات حاصل کرنے کے لئے، ایک دوسرے سے گفتگو کرنے، اور اپنے خیالات کے اظہار کرنے کے لئے استعمال کر رہے تھے۔' یہ رجحان، عام آدمی پارٹی نے شروع کیا۔ انھوں نے جدید ذرائع ابلاغ کو مضبوط ترین انداز سے استعمال کیا اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد تک اپنی آواز پہنچائی، لیکن وہ اپنے پیغام کے ضمن میں ایک موثر لائحہ عمل وضع کرنے میں ناکام رہے اور نتیجتاً، ان کا ووٹ کا حصہ، محض 2 فی صد رہا۔

تاہم، یہ بلاشبہ، بی جے پی تھی، جس نے ذرائع ابلاغ کا موثر ترین استعمال کیا۔ 'بی جے پی کے لئے سماجی ذرائع ابلاغ کا اثر، بہت بڑا تھا...انھوں نے اس امر کو واقعی سمجھا کہ سماجی ذرائع ابلاغ، انتخابی مہم کا ایک توسیع دیا گیا حصہ ہیں'، ووڈرو ولسن سنٹر کے مائیکل کگلمین کا ایسا کہنا تھا۔ بی جے پی کے انفارمیشن ٹیکنالوجی سیل کے صدر، اروند گپتا نے اسکی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ 'ہم نے ایک رجحان دیکھا۔ ہم نے اس رجحان کو پہچان لیا جہاں ملک کا نوجوان طبقہ، انٹرنیٹ کا استعمال شروع کرتے ہی، سماجی ذرائع ابلاغ میں شامل ہو رہا تھا۔ ہم نے وہاں اپنی موجودگی کو یقینی بنایا۔' ان کے اندازے کے مطابق، سماجی ذرائع ابلاغ نے کُل نشستوں میں سے، 30 سے 40 فیصد کے نتائج پر اثر ڈالا۔

سماجی ذرائع ابلاغ کی پہنچ اور پھیلاؤ

ایک اندازے کے مطابق، بھارت میں، 900 ملین موبائل فون ہیں جن میں سے 165 ملین انٹرنیٹ سے جڑے ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں، آن لائن آبادی کا 75 فیصد حصہ، 35 سال سے کم عمر افراد پر مشتمل ہے۔ 2014 کے عام انتخابات میں، ان 23-18 سال کے افراد میں سے 149 ملین ایسے افراد تھے جو زندگی میں پہلی بار اپنا حقِ رائے دہی استعمال کر رہے تھے، اور یہی وہ گروہ تھا جسے سب سے زیادہ ہدف بنایا جا رہا تھا۔ سب کی توجہ، ان 160 حلقوں پر مرکوز تھی، جہاں، کم از کم 20 فیصد رائے دہندگان کے پاس انٹرنیٹ کی سہولت موجود تھی، اور اسی بنا پر انھیں 'بھارت کے ڈیجیٹل حلقے' کہا جا رہا تھا۔ آئی آر آئی ایس نالج فاؤنڈیشن بھی اسی نتیجے پر پہنچی، کیونکہ اسکے حساب کے مطابق، بھارت میں فیس بک استعمال کرنے والوں کی تعداد اب، حق رائے دہی استعمال کرنے والوں کی شرح کا 10 فیصد ہو چکی تھی۔ انٹرنیٹ اینڈ موبائل ایسوسیئشن آف انڈیا کے اندازے کے مطابق، سماجی ذرائع ابلاغ پر چلائی گئی ایک موثر انتخابی مہم، 4-3 فی صد ووٹوں کا پانسہ پلٹ سکتی

ہے۔ بھارتی اب یہ بات جان گئے ہیں کہ کس طرح محض 1 یا 2 فیصد کے جھکاؤ سے نتائج پر فیصلہ کن اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

سماجی ذرائع ابلاغ ۔ منفی پہلو

تاہم، اسکا ایک منفی پہلو بھی تھا۔ انتخابات میں دیکھا گیا کہ سماجی ذرائع ابلاغ کا میدان، آراء اور خیالات کے اظہار میں حد درجہ بٹا رہا، اور سخت زبان، نفرت انگیز تقریر، اور 'ٹرولز' جا بجا نظر آئیں۔ انٹر نیٹ کی زبان میں، 'ٹرولز' ان پوسٹوں کو کہا جاتا ہے جو غصہ انگیز پیغامات پر مشتمل ہوتی ہیں، بحث مباحث شروع کرتی ہیں، یا کسی اور طریقے سے لوگوں کی پریشانی اور دل آزاری کا سبب بنتی ہیں (بزنس ٹو ڈے، نومبر 24، 2013)۔ اسی وجہ سے بہت سے سیاست دان، سماجی ذرائع ابلاغ کے استعمال سے خوفزدہ تھے، کیونکہ انکے خیال میں یہ دو دھاری تلوار کی مانند تھا؛ انھیں ڈر تھا کہ عوامی پلیٹ فارم پر سخت آراء، جو با آسانی 'ٹرولز' کو جنم دے سکتی تھیں، انکے مفاد کو نقصان پہنچا سکتی تھیں۔

اختتامی نوٹ

بھارت کے الیکشن کمیشن کی کامیابی کا ایک راز یہ ہے کہ وہ نئے خیالات اور سوچ کو خوش آمدید کہتا ہے، اور اپنی غلطیوں کے ساتھ ساتھ، اپنی کامیابیوں سے بھی سبق حاصل کرتا ہے۔ اسی لئے، ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہر انتخاب، پچھلے بہترین انتخاب سے بہتر ہے۔ ای سی آئی کو کاملیت کے حصول کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھنی ضروری ہیں۔ محض بھارت ہی نہیں، بلکہ اس خطے میں جمہوریت کے فروغ اور کامیابی سے، پوری دنیا کسی نہ کسی طور جڑی ہوئی ہے۔

ہماچل پردیش کے دو وزیر اعلی، جناب وربھردہ سنگھ اور جناب پریم کمار دھمال جنہوں نے ایک دوسرے کے خلاف متعدد بار الیکشن جیتا۔

اپنے ہم منصبوں سے بات چیت نے یہ واضح کر دیا کہ تجربات کا تبادلہ، وقت کی ضرورت ہے، اور یہ بھی کہ دنیا بھر کی ابھرتی ہوئی جمہوریتیں، ای سی آئی کے پاس موجود معلومات اور مہارت کے تبادلے کا خیر مقدم کرتی ہیں۔ اس بڑھتے ہوئے عالمگیر مطالبے (خصوصاً افریقی۔ ایشائی ممالک کی جانب سے) کے جواب میں، کمیشن نے 'انڈیا انٹرنیشنل انسٹیٹوٹ آف ڈیموکریسی اینڈ الیکشن مینجمنٹ (آئی آئی ڈی ای ایم) قائم کیا جسکا مقصد، انتخابات اور جمہوری عمل کے حوالے سے، ملکی اور بین الاقوامی دونوں طرح کے شرکاء کے لئے، ایک تربیتی اور وسائل مرکز کی سہولیات میسر کرنا تھا۔ اپنے قیام کے محض تین سالوں میں، اس ادارے نے پچاس سے زائد انتخابی منیجروں، جن کا تعلق افریقہ، ایشیا اور دولتِ مشترکہ کے ممالک سے ہے، کے ساتھ ساتھ، ہزاروں مقامی افراد کو بھی تربیت فراہم کی ہے۔ یہ ادارہ اب، دنیا بھر میں نمائندہ جموریت کے فروغ کے حوالے سے، ایک تربیتی گڑھ بن چکا ہے۔

بھارت میں اب یہ صورتحال آچکی ہے جب آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کا انعقاد، ایک یقینی امر کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ درحقیقت، اگر کوئی انتخاب، اس طرز پر نہ منعقد ہوا، تو یہ ایک بڑی خبر ہوگی۔ ہمیں ایسا کسی طور نہیں ہونے دینا۔ یہ بھارت کا، اپنے عوام سے، اور پوری دنیا سے، وعدہ ہے۔ 2010 میں اپنی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر، کمیشن نے اپنی سوچ اس طور واضح کی، 'ایسے انتخابات، جو کہ جرائم اور پیسے کے غلط استعمال سے مکمل طور پر پاک ہوں، جن کی بنیاد ایک کامل انتخابی فہرست پر ہو، اور جن میں رائے دہندگان کی بھرپور شمولیت ہو' اس راہ پر ہمارا کارواں ثابت قدمی سے رواں دواں ہے۔ الیکشن کمیشن، انتخابات کو وہ سب کچھ دے گا، جو اسکی ضرورت ہے۔ اور جیسے کہ کہا جاتا ہے، ہمتِ مرداں، مددِ خدا۔

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمینٹ اینڈ ٹرانسپیرینسی

اسلام آباد آفس: پی، او، باکس 278، F-8، پوسٹل کوڈ: 44220، اسلام آباد، پاکستان
لاہور آفس: پی، او، باکس 11098، L.C.C.H.S، پوسٹل کوڈ: 54792، لاہور، پاکستان
ای میل: info@pildat.org ویب: www.pildat.org